(12)

خدمتِ دین کے لئے گھروں سے نکل کھڑے ہو

(فرمودہ ۱۵ ر اپریل ۱۹۲۱ء)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا۔

میں نے پچھلے جمعہ بیان کیا تھا کہ ایک ضروری امر کے متعلق میں آپ لوگوں کے سامنے کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ مگر اس دن طبیعت کی خرابی کی وجہ سے میں اس مضمون کو بیان نہ کر سکا۔ اور اس کی جگہ اور مضمون بیان کرنا پڑا۔ گو ابھی تک میری طبیعت اسی طرح خراب ہے روزانہ بخار ہوتا ہے بلکہ اس وقت بھی ہے۔ لیکن میں نے مناسب سمجھا کہ مختصر الفاظ میں ہی وہ بات بیان کر دوں۔

بعض کاموں کے لئے بعض اوقات ہوتے ہیں اس وقت ان کا کرنا جن اثرات کو پیدا کرتا ہے دوسرے وقت نہیں پیدا کر سکتا۔ اس واسطے میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ اسی وقت وہ بات بیان کر دوں دنیا میں تمام ترقیات خواہ وہ مذہبی ہوں' اخلاقی ہوں' روحانی ہوں' علمی ہوں' دنیاوی ہوں' جسمانی ہوں' بدنی یا مالی ہوں' حکومت اور سیاست کے ساتھ تعلق رکھنے والی ہوں۔ دو باتوں کے بغیر کبھی حاصل نہیں ہو سکتیں۔ ایک بات تو قوت اجتماعی کا پیدا کرنا دوسری بات اس طاقت سے فائدہ اٹھانا۔ یہ دو چیزیں جب تک نہ ہوں کوئی مہتم بالشان امر پیدا نہیں ہوتا۔ ہر کامیابی ہر ایک ترقی کے حصول سے پہلے ایک قوت اجتماعی کا پیدا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ یعنی وہ مادہ پیدا کرنا جس کے واسطے سے وہ مل کر کام کر سکیں یہ آسان بات نہیں کہ زبان سے کہہ دینا چلو مل کر کام کریں۔ اس کے لئے کچھ قواعد ہوتے ہیں جب تک قواعد کی پابندی نہیں کچھ بھی نہیں۔ اسی کی طرف حضرت صاحب نے الوصیت میں اشارہ فرمایا۔ کہ مل کر کام کرو۔ یعنی قوت اجتماعی پیدا کرو۔ پھر اس سے کام لو۔

قوت اجتماعی سے فائدہ نہیں اٹھایا جاتا۔ جب تک قوت اجتماعی پیدا نہ ہو۔ انسان کو دوسرے حیوانات پر فضیلت ہے ہی اس وجہ سے کہ اس کو یہ ملکہ حاصل ہے۔ کہ یہ اجتماعی طاقت کو ترقی دیتے دیتے انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ بعض جانوروں میں بھی ملکہ ہوتا ہے مثلاً چیونٹیاں۔ جس طرح

انسانوں میں مدارج ہیں بعینہٖ چیونٹیوں میں بھی ہوتے ہیں۔ بادشاہ، چوکیدار، معلم، غریبوں مسکینوں کو کھانا بہم پہنچانے والے وغیرہ وغیرہ۔

پس بعض انسان ایسے بھی ہیں جن کا انتظام ان چیونٹیوں سے کم رہتا ہے۔ مگر چند مثالوں کو نظر انداز کرکے جانور اور انسان میں یہی فرق ہے۔ انسان کی طاقت اجتماعی حیوانات سے بالعموم بڑھ کر ہوتی ہے۔ جسمانیت کے لحاظ سے یہ فرق ہے۔ روحانیت میں فرق بیّن ہے۔ یہ قوت اجتماعی دارومدار انسان کی ترقی کا ہے۔ اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہیئے جیسے مسلمانوں کے پاس قرآنِ مجید تو تھا مگر اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے تھے۔ مسلمان طاقتیں تھیں۔ ان میں انس تھا۔ طاقت اجتماعی تھی مگر دشمن کے مقابل پر استعمال کرنا نہ جانتے تھے جس سے تنزل کی طرف قدم بڑھا۔ پس چاہیئے کہ مسلمانوں کا ایک مقصد و مدعا ہو جائے۔ اور پھر اس کے لئے سب کچھ قربان کرنے کے لئے نہ صرف تیار ہوں بلکہ عمل کرکے بھی دکھائیں کیونکہ تکمیل تبھی ہوتی ہے کہ جو قوت اجتماعی ہو اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ میں اپنی جماعت میں قوت اجتماعی کے حد کمال پر پہنچنے کا قائل تو نہیں۔ مگر جو اجتماع ہم میں پیدا ہے اس سے بھی ہم اس حد تک فائدہ نہیں اٹھا رہے جس حد تک اٹھایا جا سکتا ہے۔ لوگ شاید خیال کرتے ہیں کہ ہمارے لئے کوئی موقعہ نہیں حالانکہ موقعے تو بہت ہیں مال کی قربانی تو کچھ دکھائی ہے۔ اور جانی قربانی کی بھی ایک صورت جو پچھلے دنوں بعض لوگوں کی طرف سے فتنہ برپا کرنے کے ارادوں سے اطلاع پاکر پیش آئی تھی۔ اس میں بہت سے آدمیوں نے دکھا دیا کہ وہ دین کے مقابل پر اپنی جانوں کی پروا نہیں کرتے۔ میں نے تو بعض آدمیوں کو بیمار پاکر یہ خیال کیا کہ یہ کچھ کام نہیں دے سکتے۔ لیکن رؤیا میں مجھے ایسے شخصوں میں سے ایک کا رقعہ دکھایا گیا جس پر لکھا تھا "ایک ضعیف جان جو سلسلہ کے لئے اپنی جان قربان کرنے کو بالکل تیار ہے" غرض قربانی کا جوش تو بعض ایسے دلوں میں بھی ہوتا ہے جن کو بظاہر ہم نہیں دیکھ سکتے لیکن اس سے بڑھ کر جان قربان کرنے کا ایک طریق ہے جس میں ایک موت نہیں بلکہ بہت سے موتوں کا سلسلہ ہے اسی کی طرف حضرت صاحب نے اشارہ کیا ہے ؎ صد حسین است در گریبانم میں۔ بظاہر نظر آتا ہے یہ موت نہیں حالانکہ یہ آسان کام نہیں کیونکہ اس موت میں تو خیال آتا ہے کہ بس ایک ہی دفعہ مرنا ہے مگر دوسرے آدمی کو ہر صبح ایک موت دیکھنی پڑتی ہے وہ ہر روز دیکھتا ہے کہ وہ علم وہ فن جو میں نے کوشش سے حاصل کیا اور وہ کاروبار جو بڑی محنت سے جاری کیا ہے اس کے فوائد سے متمتع نہیں ہو رہا بلکہ یہ سب کچھ دین کے لئے قربان کرنا پڑتا ہے۔ اس موت کے قبول کرنے والے بہت کم ہیں مگر جس قوم کی ترقی ہی ایسی موتوں پر منحصر ہو اور جسمانی موت کی ضرورت نہ ہو۔ اس کی نسبت کیا کہا جائے ہمارے سلسلہ کی حالت و کیفیت یہی ہے ہمارا سلسلہ اس موت کو نہیں چاہتا جسے

لوہے کی تلوار لاتی ہے بلکہ وہ موت مانگتا ہے جسے واقعات اور حوادثات کی تلوار کاٹتی ہے اس موت اور قربانی کے بغیر ہمارے لئے کوئی ترقی نہیں مگر ایسے لوگ کم پائے جاتے ہیں اور پھر ان میں سے جن میں یہ جوش ہے ان کو پتہ نہیں کہ اس جوش کو نکالیں کس طرح۔ کام کرنے والی قومیں تو اس طرح کام کرتی ہیں کہ زرد بخار کی حقیقت دریافت کرنے کے لئے کئی ڈاکٹروں نے اپنے آپ کو پیش کیا اور بعض نے اپنی جانیں بھی قربان کر دیں۔ یہ ایک بخار تھا ہم نے ہزاروں بخاروں کا علاج کرنا ہے۔اس وقت چاروں طرف سے آوازیں آرہی ہیں کہ ہمیں مبلغین کی ضرورت ہے مگر ہمارا حال یہ ہے کہ ہمارے پاس اتنا روپیہ نہیں کہ کرایہ بھی دے سکیں۔ اس لئے آدمیوں کی ضرورت ہے جو اپنے تمام فوائد ظاہرو دنیاوی کو بالائے طاق رکھ کر مختلف ملکوں میں تبلیغ اسلام کے لئے نکل کھڑے ہوں اور اپنے اخراجات خود بہم پہنچائیں۔ یہ بات ممکن نہیں اس کی مثال موجود ہے۔ یہاں ایک لڑکا تھا جو پہلے مدرسہ احمدیہ میں تھا۔ پھر درزی خانہ میں کام سیکھتا رہا۔ جو چپ چاپ چلا گیا۔ اور بمبئی سے جہاز پر نوکر ہو کر لنڈن جا پہنچا اور وہاں بھی اپنی محنت سے کماتا اور مبلغین کی امداد کرتا ہے۔ پس اگر کچھ نظیریں بھی اس قسم کی قائم ہو جائیں تو پھر تحریک عام شروع ہو سکتی ہے۔

بعض محنت مزدوری کرنے جا سکتے ہیں۔ بعض اپنی جائدادیں خدا کی راہ میں دے کر یہ کام سر انجام دے سکتے ہیں۔

جن لوگوں نے کام کرنا ہوتا ہے ہر حالت میں کرتے ہیں دیکھو جاپان والوں نے مغربی ترقی کا راز معلوم کرنے کے لئے اس قربانی سے کام لیا کہ ان کے بڑے بڑے امیر مزدور اور ملازم بن کر ان ممالک میں رہے اور پھر اپنے ہاں ویسی کلیں جاری کر کے مغرب کا مقابلہ شروع کر دیا۔ اسی طرح ہمارے لوگ چار چار پانچ پانچ آدمیوں کے گروہ ہو کر دوسرے ملکوں میں چلے جائیں۔ وہاں محنت مزدوری کریں پیٹ پالیں۔ اور زبان سیکھیں پھر تبلیغ کریں۔ اور اپنی حرکات سکنات اور کام کا طرز مرکز کے ماتحت رکھیں۔ ہمارے لوگوں نے بے شک اخلاص پیدا کیا ہے اور یہ مادہ ان میں ہے کہ وہ اپنے فوائد کو دین پر قربان کر سکتے ہیں مگر اب اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ پہلے یہاں کے دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں پھر باہر کے لوگوں کو کہ اس قسم کی جماعتیں اٹھیں اور اپنے آپ کو پیش کریں۔ اور وہ اپنے اوقات و حرکات و سکنات کو دین کے لئے وقف کریں۔ مال تو ہمارے پاس ہے نہیں سو دعا اور علم دین ہے جو ہم دیں گے اس کے مقابل میں اوقات اور نقل و حرکت کی آزادی وہ خدا کو دیں اور اس کا اجر وہ اللہ سے پائیں۔ انشاء اللہ پھر چند روز میں وہ کام ہو جائے گا جس کے لئے یہ سلسلہ قائم کیا گیا ہے۔ خدا ہمارے ذریعے سے اس کام کو تکمیل تک پہنچائے۔

(الفضل ۲۵ / اپریل ۱۹۲۱ء)